عظمت والدین مصطفیٰ ﷺ پر نادر تحریر

المقامة السندسية في النسبة المصطفوية

تصنیف
امام جلال الدین سیوطی

تالیف
مفتی محمد وسیم سیالوی

ناشر جامعۃ النعیمیۃ قمر الاسلام (رجسٹرڈ) میر پور

عظمت والدین مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر نادر تحریر

المقامة السندسية
فی
النسبة المصطفویه

مصنف

امام جلال الدین سیوطی

تالیف

مفتی محمد وسیم سیالوی

ناشر جامعہ نعیمیہ قمرالاسلام پیرمحل

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب	المقامۃ السندسیۃ فی النسبۃ المصطفویہ
تصنیف	امام جلال الدین سیوطی
تالیف	مفتی محمد وسیم سیالوی
تصحیح	مولانا طاہر نقشبندی و مفتی اسد الرحمٰن چشتی
کمپوزنگ	مولانا اکرم سعیدی
ڈیزائننگ	محمد حسیب احمد
سن اشاعت	مارچ 2017
تعداد	1000
ناشر	شعبہ تصنیف و تالیف جامعہ نعیمیہ قمر الاسلام پیر محل
مطبوعہ	شوقِ مدینہ پرنٹنگ پریس پیر محل
بااہتمام	احبابِ محبت پیر محل
ملنے کا پتہ	جامعہ نعیمیہ قمر الاسلام و مکی مسجد پیر محل
برائے ایصال ثواب	امت مسلمہ

نوٹ! تمام حوالہ جات نیک نیتی سے جذبہ اصلاح کے تحت انتہائی غور و فکر کے بعد سپرد تحریر کیے گئے ہیں اگر کوئی غلطی نظر آئے تو براہِ کرم ادارہ کو مطلع فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔

شرف انتساب

نام کر رہا ہوں انتساب اپنی کتاب کا
جن کا لختِ جگر ذریعہ بنا نجات کا
ہیں محبت بھری یہ سطریں بحضور ابوین مصطفٰے
اجرِ عظیم لے رہا ہوں یوں شرف انتساب کا
اٹھا دو پردہ اب دکھا دو جلوہ
عیاں کر کے حُسن مطلب کیا ہے حجاب کا؟
اب تو ہو جائے کرم کریمین کا صدقہ
وسیم منتظر ہے آقا خط کے جواب کا

گر قبول افتد زہے عز و شرف
محمد وسیم سیالوی

فہرست

تقریظ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہر قسم کی حمد اس معبود حقیقی کے لیے جس کے آگے حضرت محمد ﷺ سر جھکاتے ہیں۔ صلوٰۃ و سلام حضرت محمد ﷺ پہ جن پر القدوس، السلام سلامی بھیجتا ہے اور جن کے صدقہ سے کفار عذاب دنیا سے بچ گئے۔

کچھ لوگوں کی تعریف الفاظ میں ہی نظر آتی ہے کچھ لوگوں کی تعریف عمل میں بھی نظر آتی ہے حضرت علامہ مفتی محمد وسیم نعیمی سیالوی (مدظلہ العالی) کی تعریف الفاظ و اعمال دونوں میں ہے اعمال میں دیکھنی ہو تو وہ عظیم الشان مدرسہ جامعہ نعیمیہ قمر الاسلام دیکھیے جہاں سینکڑوں طلباء علم حاصل کر رہے ہیں اور وہ کتب دیکھیں جو لکھ کر آپ عقیدہ کی خدمت کر رہے ہیں۔

آپ نے حضرت محمد ﷺ کے ماں باپ کی تعریف میں علامہ جلال الدین سیوطی کے لکھے ہوئے رسالہ کا ترجمہ کر کے جو کام کیا ہے میرے نزدیک وہ جنت میں جانے کا یقینی ذریعہ ہے۔

جو عورت باہر سے آ کر حضور ﷺ کے جسم کا حصہ بنے تو قرآن کہتا ہے "لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ "، تو سوچو جس عظیم عورت حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے جسم کا حصہ محمد ﷺ ہیں ان کا مقام کیا ہوگا؟۔

آپ نے نور کی ایک قسم "دودھ" رکھنا ہو تو تمام برتنوں سے الگ اور زیادہ صاف

برتنوں میں رکھتے ہو۔ مخلوق میں نور کی اعلیٰ قسم محمد ﷺ کے نور کو اللہ تعالیٰ نے تمام عورتوں میں سے افضل حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے شکم میں رکھا۔

مچھلی نے حضرت یونس علیہ السلام کو 40 دن پیٹ میں رکھا تو جنت میں جائے گی حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے تو 9 ماہ حضور ﷺ کو پیٹ میں رکھا وہ کیسے نہ جنت میں جائیں۔

امام جلال الدین سیوطی کا رسالہ عربی زبان میں تھا جو کہ ہر ایک کے لیے پڑھنا ممکن نہیں تھا اسی لیے علامہ مفتی محمد وسیم نعیمی سیالوی (مدظلہ العالی) نے ترجمہ کر کے ہر ایک کے لیے آسان کر دیا۔ حضور ﷺ کی طرف سے یہ عنایت ہے کہ علامہ مفتی صاحب والدین مصطفےٰ کا ذکر کر رہے ہیں کیونکہ حضور ﷺ کے ماں باپ کی شان بیان کرنا ہر ایک کا حصہ نہیں ہے۔ علامہ یوسف نبہانی رحمۃ اللہ علیہ نے سچ کہا تھا (ترجمہ) حضور ﷺ کے والدین کی عظمت میں وہی شک کرتا ہے جو عقیدہ میں بیکار ہوتا ہے۔

مفتی محمد وسیم نعیمی سیالوی پاکستان کے عظیم محدث مفتی محمد حسین نعیمی اشرفی رحمۃ اللہ علیہ کے باغ کے وہ پھول ہیں جن کی خوشبو کو ڈاکٹر علامہ مفتی سرفراز نعیمی الازہری شہید رحمۃ اللہ علیہ نے لازوال کر دیا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ مفتی محمد وسیم نعیمی سیالوی (پیر محل شریف) کو دین اسلام کی تبلیغ کے لیے تمام ذرائع اور طاقتیں عطا فرمائے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاَبَوَیْ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

خادم العلما والفقرا

محمد مختار شاہ نعیمی اشرفی

نائب صدر رویت ہلال کمیٹی امریکہ

خلیفہ مجاز آستانہ عالیہ کچھوچھہ شریف انڈیا

مقدمہ

"امام ابوالفضل عبدالرحمان بن ابی بکر السیوطی 849ھ/ 911ھ"

علوم کے تمام شعبوں میں طبع آزمائی کرنے والے، 450 سے زائد کتابوں کے مصنف، عظیم محدث، مایہ ناز مفسر، روشن دماغ رکھنے والے مورخ، بلاتفریق گفتگو کرنے والے وہ خوش نصیب محقق ومجدد ہیں جنہوں نے کم وبیش 22 مرتبہ کھلی آنکھوں سے مصطفی کریم ﷺ کے دیدار کا شرف حاصل کیا۔

ان کی محنتِ شاقہ اور کمالِ محبت کو دیکھا جائے تو یوں دیدار مصطفی ﷺ سے بار بار مشرف ہونا ان کا ازلی نصیب محسوس ہوتا ہے کیونکہ ہمارے والدین کی عزت کا دفاع کرنے والے پر جب جان دینے کو جی چاہتا ہے تو امام جلال الدین سیوطی جنہوں نے مستقل 6 کتب لکھ کر عزت وعظمت والدین مصطفی ﷺ پر پہرہ دیا ہو تو "اَعْطُوا الْاَجِیْرَ اَجْرَہٗ قَبْلَ اَنْ یَّجُفَّ عَرَقُہٗ" کا درس دینے والے آقا ﷺ اس سے بھی کہیں بڑا کرم فرمائیں تو ان کی لجپالی کو زیبا ہے۔

تاریخ بتاتی ہے کہ قوموں کے عروج وزوال میں تعظیم کا بڑا عمل دخل ہے کیونکہ اسی تعظیم کے اقرار سے خیر اور انکار سے شر جنم لیتا ہے جس کی واضح مثال قوم فرعون کے جادوگر ہیں جن کو تعظیم موسیٰ علیہ السلام کی وجہ سے ایمان نصیب ہوتا ہے جب کہ اسی تعظیم کے انکار کی وجہ سے عزازیل ہمیشہ کے لیے لعنت کے طوق کا حقدار بن کر شیطان لعین ہو جاتا ہے گویا کہ تعظیم ایمان وکفر کو پرکھنے کی بہترین کسوٹی ہے۔

عظمتِ والدینِ مصطفےٰ ﷺ پر بے شمار دلائل و براہین موجود ہیں لیکن ایمان کا تقاضہ یہ ہے کہ تعظیم والدینِ مصطفےٰ ﷺ کے سامنے بلا دلیل سر تسلیم خم کرنے کو تیار ہے۔

کیونکہ امام رازی کے دامن میں جب دلائل کی قلت محسوس ہوتی ہے تو حضرت عشق کا جواب کام آتا ہے اے رازی! اس شیطان بے ایمان سے کہہ دو میں بغیر کسی دلیل کے خدا کو وحدہٗ لاشریک مانتا ہوں۔

تمام عاشقانِ رسول اہل سنت و جماعت عظمتِ والدینِ مصطفےٰ ﷺ کے مسئلہ میں بھی یہی عقیدہ رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے نور کو ہمیشہ پاک صلبوں سے پاک رحموں کی طرف منتقل فرمایا

پشت بھی پاکیزہ تھی اور رحم بھی پاکیزہ تر
حاصل نور خدا ہیں والدینِ مصطفےٰ

قرآن مجید کا فیصلہ

وَلَعَبۡدٌ مُّؤۡمِنٌ خَيۡرٌ مِّنۡ مُّشۡرِكٍ (البقرۃ، 221)

بے شک مومن غلام بہتر ہے (آزاد) مشرک سے

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مومن مشرک سے بہتر ہے اگرچہ وہ غلام ہی کیوں نہ ہو۔

اب اسی لفظ ''خیر'' کو ذہن میں رکھتے ہوئے یہ حدیث پاک پڑھیں

بُعِثْتُ مِنْ خَيْرِ قُرُوْنِ بَنِيْ اٰدَمَ قَرْنًا فَقَرْنًا حَتّٰى كُنْتُ مِنَ

الْقَرْنِ الَّذِیْ كُنْتُ فِيْهِ (بخاری، رقم 3557)

مجھے اولاد آدم میں ہر دور کے بہترین خاندانوں میں ظاہر کیا گیا حتی کہ میں اس خاندان میں پیدا ہوا جس میں اب ہوں۔

گردش دوراں کے ساتھ اگر یہ خیر تقسیم ہوتا ہے تو بہترین خیر میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوتا ہے

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب کفار مکہ نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں بدزبانی سے کام لیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے منبر پر جلوہ گر ہوئے اور یہ سوال کیا مَنْ أَنَا؟ میں کون ہوں؟ تو قوم نے جواب دیا

أَنْتَ رَسُوْلُ اللهِ عَلَيْكَ السَّلَامُ. آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، إِنَّ اللهَ خَلَقَ الْخَلْقَ فَجَعَلَنِي فِي خَيْرِهِمْ فِرْقَةً، ثُمَّ جَعَلَهُمْ فِرْقَتَيْنِ فَجَعَلَنِي فِي خَيْرِهِمْ فِرْقَةً، ثُمَّ جَعَلَهُمْ قَبَائِلَ، فَجَعَلَنِي فِي خَيْرِهِمْ قَبِيلَةً، ثُمَّ جَعَلَهُمْ بُيُوتًا فَجَعَلَنِي فِي خَيْرِهِمْ بَيْتًا وَخَيْرِهِمْ نَسَبًا. (ترمذی، رقم 3532)

میں محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب ہوں بے شک اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا فرمایا تو مجھے سب سے بہتر (خیر) میں رکھا پھر ان کے دو گروہ بنائے تو مجھے ان کے بہترین گروہ میں رکھا پھر ان کے قبیلے بنائے تو مجھے بہتر قبیلے میں رکھا پھر ان کو گھروں میں تقسیم فرمایا تو مجھے بہترین گھر میں رکھا اور بہترین نفوس میں رکھا۔

قرآن مجید کی آیت اور حدیث پاک سے نتیجہ اخذ کریں تو عظمت والدین مصطفی ﷺ روز روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے۔

کیونکہ مسلمان غلام بھی ہو تو کافر آزاد سے بہتر ہے اور فرمان مصطفی ﷺ کے مطابق اللہ تعالیٰ نے نہ صرف حضور کو مخلوق میں ہر لحاظ سے بہتر بنایا بلکہ آپ ﷺ کے تمام آباء حضرت آدم علیہ السلام سے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ، اور تمام امہات حضرت حوا سے حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہن تک سب کے سب مومن وموحد تھے کیوں کہ آپ ﷺ نے اپنے خاندان کو بہتر قرار دیا اور قرآن مجید کے حکم کے مطابق مومن ہی بہتر ہوتا ہے۔

اسی آیت ''وَلَعَبۡدٌ مُّؤۡمِنٌ خَيۡرٌ مِّنۡ مُّشۡرِكٍ'' کو حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس کی بیان کردہ روایت سے یوں بھی سمجھا جاسکتا ہے

مَا خَلَتِ الۡاَرۡضُ مِنۡ بَعۡدِ نُوۡحٍ مِّنۡ سَبۡعَةٍ يَّدۡفَعُ اللهُ بِهِمۡ مِّنۡ اَهۡلِ الۡاَرۡضِ (زرقانی علی المواہب، ج1، ص327)

حضرت نوح علیہ السلام کے بعد زمین کبھی اللہ تعالیٰ کے ایسے سات بندوں سے خالی نہیں ہوئی جن کے وسیلہ سے اللہ تعالیٰ زمین والوں سے عذاب دفع فرماتا ہے۔

عذاب کیوں اٹھتا؟ اس کی وجہ ان کا ایمان ہے

لَمۡ يَزَلۡ عَلٰى وَجۡهِ الدَّهۡرِ سَبۡعَةٌ مُسۡلِمُوۡنَ فَصَاعِدًا ، فَلَوۡلَا ذٰلِكَ هَلَكَتِ الۡاَرۡضُ وَمَنۡ عَلَيۡهَا (زرقانی علی المواہب، ج1، ص327)

روئے زمین پر ہر زمانے میں کم از کم سات مسلمان ضرور رہے ہیں، ایسا نہ ہوتا تو زمین اور اہل زمین سب ہلاک ہو جاتے۔

جب احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ ہر زمانہ میں روئے زمین پر کم سے کم سات مومن وموحد ضرور رہے ہیں اور بخاری شریف کی گزشتہ حدیث کہ حضور جان کائنات ﷺ جن آباء سے پیدا ہوئے وہ ہر زمانے، ہر قبیلے اور ہر خاندان ہر گھر بلکہ تمام افراد مرد، وزن سے افضل تھے، اور قرآن یہ کہتا ہے کہ کوئی کافر کتنا ہی شریف اور اچھے نسب والا کیوں نہ ہو، لیکن کسی مسلمان غلام سے بہتر نہیں ہوسکتا،

تو ثابت ہوا کہ آقا کریم ﷺ کے آباء وامہات ہر زمانہ میں ان ہی صالحین اور مقبول بندوں میں سے تھے جن کے تصدق قوم عذاب سے بچی ورنہ فرمان خدا کی بھی مخالفت ہوگی اور فرمان مصطفی ﷺ کی بھی۔

اگر یہ کہا جائے کہ سات مومن وموحد نبی پاک ﷺ کے خاندان اور آباء وامہات کے علاوہ تھے تو پھر ماننا پڑے گا کہ وہ نبی کریم ﷺ کے خاندان سے بہتر ہوں اور یہ قول حدیث صحیح کے خلاف ہے کیونکہ آپ ﷺ نے فرمایا "میرا ہر خاندان ہر زمانے میں بہتر رہا ہے"۔

اور اگر کوئی یہ کہے کہ اپنے اخلاق میں تو بہتر خاندان رسول ہی تھے مگر وہ شرک پر تھے تو یہ کہنا اللہ تعالیٰ کے فرمان کے مخالف ہے کیونکہ قرآن یہ کہتا ہے کہ مشرک، مسلمان سے بہتر نہیں ہوسکتا، لہذا ماننا پڑے گا کہ حضور شہنشاہ حسینانِ عالم ﷺ کے آباء وامہات ہی ہر زمانے میں اللہ جل شانہ کو وحدہ لاشریک ماننے والے اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والے تھے اور خاندان رسول سارے زمانے سے بہتر وافضل تھے۔

سرکار ﷺ کے والدین کے بارے میں درست عقیدہ رکھنا چاہیے کیونکہ فوت شدگان کے بارے میں کلام کرنے سے زندہ لوگوں کو تکلیف ہوتی ہے جیسا کہ سرکار

ﷺ نے ارشاد فرمایا "لَا تَسُبُّوا الْاَمْوَاتَ ، فَتُؤْذُوا الْاَحْيَاءَ" مردوں کو گالیاں نہ دو کیوں کہ اس سے زندوں کو تکلیف ہوتی ہے۔

جب کہ کسی کو بے دلیل جہنمی کہنا کسی بڑی گالی سے کم نہیں اور وہ بھی سرکار ﷺ کے والدین کریمین جن کی عظمتوں پر قرآن وحدیث میں واضح دلائل موجود ہیں سبیعۃ بنت ابی لہب کو کچھ لوگوں نے جہنمی باپ کی بیٹی ہونے کا طعنہ دیا اس نے سرکار ﷺ کو اس بات کی شکایت کی تو آپ ﷺ نے منبر پر جلوہ گر ہو کر ارشاد فرمایا

مَا بَالُ اَقْوَامٍ يُؤْذُوْنَنِيْ فِيْ قَرَابَتِيْ ،وَمَنْ آذَانِيْ ،فَقَدْ آذَى اللهَ

(تاکید الادلۃ بحوالہ طبرانی معجم اوسط ،باب من اسمہ محمد بن حنفیۃ)

قوم کو کیا ہو گیا ہے کہ مجھے میری قرابت کے بارے میں تکلیف دیتے ہیں جس نے مجھے تکلیف دی اس نے اللہ تعالیٰ کو تکلیف دی۔

جس نے ابولہب کے جہنمی ہونے کا طعنہ دیا اس پر سرکار ﷺ نے ناراضگی کا اظہار فرمایا تو ابوین کریمین کے بارے میں کلام کرنے والے کے لیے آپ کا کیا خیال ہے؟۔

امام جلال الدین سیوطی نے عظمت والدین کریمین پر رسالہ تصنیف کر کے رسول اللہ ﷺ سے اپنی محبت کا اظہار فرمایا ہے اور ہر امتی کے لیے ضروری ہے کہ وہ بھی والدین کریمین کے بارے میں اچھا عقیدہ رکھے۔

محمد وسیم سیالوی

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

اس اہم اور قیمتی مقالہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین شریفین کے مسلمان ہونے پر دلائل دے کر بہت سے پوشیدہ امور کو بے نقاب کیا گیا ہے۔

اس کا نام ''المقامۃ السندسیۃ فی النسبۃ المصطفویہ'' رکھا گیا ہے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

لَقَدْ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْہِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ

(القرآن: التوبہ، 129)

بے شک تمہارے پاس تشریف لائے تم میں سے وہ رسول جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے تمہاری بھلائی کے نہایت چاہنے والے مومنوں پر بہت مہربان۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہ عزت والے نبی ہیں کہ جن کی قدر و منزلت بہت بلند، دلیل بہت روشن، جن کے والدین مخلوق میں سب سے افضل جن کا حسب و نسب سب سے پاکیزہ ہے۔

خَلَقَ اللّٰہُ لِاَجْلِہِ الْکَوْنَیْنِ

اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر دو جہانوں کو پیدا فرمایا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی تمام اہل ایمان کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہے، اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس وقت خاتم الانبیاء ہونے کا شرف عطا فرمایا کہ ابھی تک حضرت آدم علیہ السلام کا وجود بھی نہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک عرش پر

اس لئے لکھا تا کہ واضح ہو جائے اللہ کے نزدیک آپ ﷺ کا مقام و مرتبہ کیا ہے؟۔

حضرت آدم علیہ السلام نے آپ ﷺ کو وسیلہ بنایا تو ان کی توبہ قبول ہوئی اور انہیں بتایا گیا کہ اگر حضرت محمد ﷺ کو پیدا کرنا مقصود نہ ہوتا تو اللہ تعالیٰ تمہیں پیدا نہ فرماتا اس سے بڑھ کر اور کیا فضلیت ہو سکتی ہے؟

نَبِیٌّ خُصَّ بِا لتَّقْدِیْمِ قِدْمًا

وَآدَمُ بَعْدُ فِیْ طِیْنٍ وَمَاءٍ

آپ ﷺ کو اس وقت مقام نبوت سے مشرف فرما دیا گیا تھا کہ ابھی آدم علیہ السلام مٹی اور پانی کے درمیان تھے۔

کَرِیْمٌ بِالْحَیَا مِنْ رَاحَتَیْہِ

یُجَوِّدُ وَفِی الْمُحَیَاءِ بِالْحَیَا

آپ ﷺ کی ہتھیلیوں اور چہرہ اقدس کی برکت سے نباتات کو تازگی عطا کی گئی ہے۔

مالک جنت:

امام غزالی اور دیگر اہل علم نے خصائص مصطفیٰ ﷺ کے بیان میں لکھا ہے۔

اَنَّ اللہَ مَلَّکَہُ الْجَنَّۃَ وَاَذِنَ لَہٗ اَنْ یَّقْطَعَ مِنْھَا مَنْ یَّشَآءُ مَا یَشَاءُ

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو جنت کا ایسا مالک بنایا جس کو جتنی چاہیں عطا فرما دیں۔

آپ ﷺ پر اس سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کا احسان یہ ہے، کہ آپکی عظمت وشانِ

رفعت کے لئے آپ کے نسب شریف کو خاص پاکیزگی عطا فرمائی اور کامل برہان بنانے کیلئے آپ ﷺ کے آباء کو ہر قسم کی برائی سے پاک رکھا۔

آپ ﷺ کے آباء میں سے ہر ایک کو اپنے دور میں سب سے بہتر بنایا جیسا کہ بخاری کی روایت میں ذکر کردہ مضمون پر ہمارا پورا یقین ہے۔

بُعِثْتُ مِنْ خَيْرِ قُرُوْنِ بَنِيْ اٰدَمَ قَرْنًا فَقَرْنًا حَتّٰى كُنْتُ مِنَ الْقَرْنِ الَّذِيْ كُنْتُ فِيْهِ (بخاری، رقم 3557)

مجھے اولاد آدم میں ہر دور کے بہترین خاندانوں میں ظاہر کیا گیا حتیٰ کہ میں اس خاندان میں پیدا ہوا جس میں اب ہوں۔

اور آپ ﷺ کا یہ بھی فرمان ہے۔

اَنَا خَيْرُكُمْ اَنْفُسُكُمْ نَسَبًا وَصِهْرًا وَحَسَبًا

(الشفاء، ج 1، ص 17)

میں نسب، سسرال اور حسب کے اعتبار سے تم میں سب سے بہتر ہوں۔

یہ بھی فرمایا

لَمْ يَزَلِ اللّٰهُ يَنْقُلُنِيْ مِنَ الْاَصْلَابِ الطَّيِّبَةِ اِلَى الْاَرْحَامِ الطَّاهِرَةِ مُصَفًّى مُهَذَّبًا

اللہ تعالیٰ مجھے پاک پشتوں سے پاک رحموں کی طرف منتقل فرماتا رہا وہ تمام پاکیزہ اور مہذب تھے جب بھی ان کو دو گروہوں میں تقسیم کیا گیا تو مجھے ان سے بہتر میں رکھا گیا۔

فَاَنَا خَيْرُكُمْ نَفْسًا وَخَيْرُكُمْ اَبًا (دلائل النبوۃ، ج ا، ص 58)

ہیں تم سے اپنی ذات اور والدین کے اعتبار سے افضل ہوں۔

امام شرف الدین بوصیری رحمۃ اللہ علیہ نے سرکار ﷺ کے آباء کے بارے میں خوب فرمایا اللہ تعالیٰ انہیں روز قیامت اس کی بہتر جزاء عطا فرمائے۔

وَبَدَا لِلْوُجُوْدِ مِنْکَ کَرِیْمٌ مِّنْ کَرِیْمٍ
اٰبَاءُهٗ کُرَمَاءُ

آپ ﷺ کے جسم شریف سے ہر شرافت وجود پاتی ہے ایسے کریم کے آباء بھی عزت وشرف والے ہیں

نَسَبٌ تَحْسَبُ الْعُلٰی بِحُلَاهُ
قَلَّدَتْهَا نُجُوْمُهَا الْجَوْزَاءُ

آپ ﷺ کا عالی نسب خوبصورتی کو مزین کرنے والا ہے جیسے جوزاء (مرکزی ستارہ) اپنے اطراف کو منور کرتا ہے

حَبَّذَا عِقْدُ سُؤْدَدٍ وَفِخَارٍ
اَنْتَ فِیْهِ الْیَتِیْمَةُ الْعَصْمَاءُ

(السیرۃ الحلبیہ، باب نسبۃ الشریف، ج1، ص42)

ان کو اپنی بلندیاں مبارک ہوں لیکن آپ ﷺ اپنی بلندی میں بے مثال ہیں۔

اسی مفہوم کے موتیوں کو حافظ العصر ابوالفضل بن حجر رحمۃ اللہ علیہ نظم کی لڑی میں یوں پروتے ہیں۔

نَبِیُّ الْھُدٰی الْمُخْتَارِ مِنْ اٰلِ ھَا شِمٍ
فَعَنْ فَخْرِ ھِمْ فَلْیَقْصُرِ الْمُتَطَا وِلُ

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حق کی طرف رہنمائی فرمانے والی وہ برگزیدہ ہستی ہیں جن کی وجہ سے آل بنی ہاشم فخر کرتے ہیں۔

تَنَقُّلُ فِیْ اَصْلَا بِ قَوْمٍ تَشَرَّفُوْا
بِہٖ مِثْلُ مَالِلْبَدْرِ تِلْكَ الْمَنَازِلُ

جن پاکیزہ ہستیوں میں آپ منتقل ہوتے رہے چودھویں کے چاند نے بھی ان کی مثل مرتبہ نہیں پایا

تخلیق قریش

قریش کے بارے میں یہ بھی منقول ہے کہ قریش حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق سے دو ہزار سال پہلے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں خوبصورت نور کی صورت میں موجود تھے اور یہ نور اللہ تعالیٰ کی تسبیح پڑھتا ملائکہ ان کی تسبیح پر تسبیح کہتے پھر وہ نور پیشانی آدم علیہ السلام میں رکھا گیا اور وہ سب سے قیمتی جوہر تھا سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے اللہ تعالیٰ پاک پشتوں سے پاک رحموں کی طرف منتقل کرتا رہا۔

(سبل الھدی والرشاد، باب الثانی فی طھارۃ اصلہ وحرفہ، ج1، ص237)

اس کی تائید آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے ان اشعار سے بھی ہوتی ہے۔

مِنْ قَبْلِهَا طِبْتَ فِي الظِّلَا لِ وَفِيْ
مُسْتَوْ دِعٍ حَيْثُ يَخْصِفُ الْوَرَقُ

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات نور وحدت کے جلووں میں اس وقت موجود تھی جب حضرت آدم علیہ السلام اپنے جسم پر پتے چپکا رہے تھے

ثُمَّ هَبَطْتَ الْبِلَا دَ لَا بَشَرٌ
اَنْتَ وَلَا مُضْغَةٌ وَلَا عَلَقٌ

پھر آپ زمین پر تشریف لائے اس وقت نہ کوئی بشر تھا اور نہ کوئی رحم مادر میں

بَلْ نُطْفَةٌ تَرْكَبُ السَّفِيْنَ وَقَدْ
اُلْجِمَ نَسْرًا وَ اَهْلُهُ الْغَرَقُ

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پوشیدہ طور پر کشتی نوح میں سوار ہوئے اس حال میں کہ بت اور ان کے پجاری غرق ہو گئے

تُنْقَلُ مِنْ صَالِبٍ اِلٰى رَحِمٍ
اِذَامَضٰى عَالَمٌ بَدَا طَبَقُ

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاک پشتوں سے پاک ارحام کی طرف منتقل ہوتے رہے عالم دنیا کے ایک مرحلہ سے دوسرے مرحلہ کی طرف

حَتّٰى احْتَوٰى بَيْتُكَ الْمُهَيْمِنُ
مِنْ خِنْدِفٍ عُلْيَاءَ تَحْتَهَا النُّطُقُ

حتیٰ کہ آپ اپنے مبارک گھر میں تشریف فرما ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باعتبار نسب سب سے اعلیٰ ہیں

وَاَنْتَ لَمَّا وُلِدْتَ اَشْرَقَتِ الْاَرْضُ
وَضَاءَتْ بِنُوْرِكَ الْاُفُقُ

جب آپ ﷺ کی ولادت ہوئی تو زمین و آسمان کناروں تک روشن ہو گئے

فَنَحْنُ فِيْ ذٰلِكَ الضِّيَاءِ وَفِي
النُّوْرِ وَسَبِيْلُ الرَّشَادِ نَخْتَرِقُ

(دلائل النبوۃ للبیہقی، باب لقی رسول اللہ، ج5، ص268)

اور ہم اس نور کی روشنی میں راستہ اور منزل پار رہے ہیں۔

میثاق انبیاء علیہم السلام:

اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء علیہم السلام سے یہ وعدہ لیا کہ جب آپ ﷺ تشریف لائیں تو ان پر ایمان لاؤ گے اور ان کی مدد کرو گے اگر تم ان کو ظاہری زندگی میں پا لو تو پھر ان کی اتباع اور تعظیم و توقیر کرو گے آپ ﷺ کو تمام مخلوق کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا خواہ وہ جن و انس ہوں یا ملائکہ

شیخ البارزی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں

وَاُدْخِلَ فِيْ دَعْوَتِهِ الْحَيَوَانَاتِ وَالْحَجَرِ وَالشَّجَرِ

آپ ﷺ کی دعوت و تبلیغ میں حیوانات و جمادات حجر و شجر بھی شامل ہیں۔

امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ کا کہنا ہے کہ آپ ﷺ سابقہ تمام امتوں کے بھی رسول ہیں پھر فرمایا تمام انبیاء علیہم السلام اور ان کی تمام امتیں آپ ﷺ کی امت ہیں اور وہ آپ ﷺ کے دائرہ نبوت و رسالت میں شامل ہیں اسی وجہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام

آخری زمانے میں آپ ﷺ کی شریعت پر تشریف لائیں گے جو شریعتیں سابقہ انبیاء علیہم السلام لے کر آئے وہ آپ ﷺ ہی کی ہیں اور وہ آپ ﷺ ہی کی طرف منسوب ہیں کیونکہ آپ ﷺ انبیاء علیہم السلام کے بھی نبی ہیں جو کچھ بھی انبیاء علیہم السلام گزشتہ زمانوں میں احکامات میں سے اپنی امتوں کی طرف لے کر آئے۔

امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے جو مذکورہ شاندار گفتگو کی اسکی نظیر سننے میں نہیں آئی انہوں نے اس موضوع پر مستقل کتاب لکھی سچی بات یہ ہے کہ اسے ریشم کے کپڑے پر سنہری حروف سے لکھا جائے اس بے مثل گفتگو کی ترجمانی امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ نے یوں کی ہے۔

وَكُلُّ آيٍ اَتَى الرُّسُلُ الْكِرَامُ بِهَا
فَاِنَّمَا اتَّصَلَتْ مِنْ نُوْرِهٖ بِهِمِ

اور ہر طرح کا معجزہ جو آپ ﷺ سے پہلے ہر نبی کو ملا وہ درحقیقت حضور ﷺ کے نور ہی سے ملا ہے۔

فَاِنَّهُ شَمْسُ فَضْلٍ هُمْ كَوَاكِبُهَا
يُظْهِرْنَ اَنْوَارَهَا لِلنَّاسِ فِي الظُّلَمِ

حضور ﷺ مثل آفتاب ہیں اور دوسرے انبیاء کرام ستاروں کی مانند ہیں اور آفتاب لوگوں کے لیے اندھیرے میں اپنے انوار ظاہر کر رہا ہے

وَ كُلُّهُمْ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ مُلْتَمِسٌ
غَرْفًا مِّنَ الْبَحْرِ اَوْ رَشْفًا مِّنَ الدِّيَمِ

تمام انبیاء حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دریائے معرفت اور رحمت کی بارش سے ایک چلو یا ایک قطرہ حاصل کرنے کی التماس کرتے ہیں۔

وَوَاقِفُوْنَ لَدَيْهِ عِنْدَ حَدِّ هِمْ
مِنْ نُقْطَةِ الْعِلْمِ اَوْمِنْ شَكْلِهِ الْحِكَمِ

(بردہ للبوصیری)

تمام انبیاء علیہم السلام حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دربار میں اپنے اپنے مقام پر کھڑے ہیں اور سب آپ کی کتاب علم میں سے ایک نقطے اور کتاب حکم میں سے اعراب کی سی حیثیت رکھتے ہیں۔

کثرت معجزات :

آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ہاتھوں پر ہزار ہا معجزات کا ظہور ہوا اور آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو ایسے خصائص سے سرفراز کیا گیا جو پہلے کسی بھی نبی کو نصیب نہ ہوئے۔

آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے خصائص و معجزات میں سے ایک حصہ اپنے والدین کریمین کو زندہ کر کے دولت ایمان سے سرفراز کرنا ہے ہمیشہ سے متقدمین و متاخرین علماء نے اس پر گفتگو کرتے ہوئے ایمان والدین پر خوشی کا اظہار کرتے ہوئے چھپانے کی بجائے اس نعمت (ایمان ابوین) کا پرچار کیا۔ ایمان ابوین کریمین کو انہوں نے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے خصائص اور مناقب وفضائل میں شمار کیا دلیل کے طور پر یہ بھی کہا ایسے مقام پر سند کا ضعیف ہونا نہیں دیکھا جاتا کیونکہ فضائل و مناقب میں ضعیف روایت بھی معتبر ہوتی ہے آئمہ محدثین نے فضائل و مناقب میں اس سے بھی زیادہ ضعیف روایات ذکر کیں بلکہ جو اس روایت کے مرتبہ کو نہیں پہنچیں ان کے ذکر کرنے میں بھی نرمی اختیار کی ہے اور ان کی

مختلف توجیہات بیان کرتے ہوئے روایات ذکر کی ہیں۔

خصائص مصطفےٰ ﷺ میں اضافہ :

امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ ایمان ابوین پر دلیل قائم کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کے فضائل وخصائص ظاہری وصال تک تسلسل کے ساتھ بڑھتے رہے آپ ﷺ کا والدین کریمین کو زندہ کر کے ایمان سے مشرف فرمانا بھی اللہ تعالیٰ کے انعامات اور فضائل میں سے ہے کیونکہ والدین کا زندہ ہونا شرعاً وعقلاً محال بھی نہیں۔

اس دلیل کو ابن سید الناس بیان کرتے ہیں:

کہ بعض اہل علم نے یہ کہا حضور ﷺ کے مبارک مقامات اور بلند درجات روح طیبہ کے قبض ہونے اور رفیق اعلیٰ سے ملنے تک مسلسل بڑھتے رہے ممکن ہے یہ شان (والدین کو زندہ فرما کر مشرف باسلام فرمانا) آپ ﷺ کو پہلے حاصل نہ ہوا اور پھر عطا کر دی گئی ہو تو اس صورت میں والدین کا زندہ ہو کر ایمان لانے والی روایات کو مخالف روایات کے بعد پر محمول کیا جائے گا۔

حافظ شمس الدین بن ناصر الدین دمشقی رحمۃ اللہ علیہ نے خوب کہا

حَبَا اللهُ النَّبِیَّ مَزِیْدَ فَضْلٍ
عَلٰی فَضْلٍ وَکَانَ بِهٖ رَءُوفاً

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب نبی ﷺ پر خصوصی رحم فرمایا اور وہ آپ ﷺ پر بہت ہی مہربان ہے۔

فَاَحْیَا اُمَّہٗ وَکَذَا اَبَاہٗ
لِاِیْمَانٍ بِہٖ فَضْلاً لَطِیْفًا

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ابوین شریفین کو کمال فضل کرتے ہوئے ایمان لانے کے لیے زندہ فرمایا۔

فَسَلِّمْ فَالْقَدِیْمُ بِذَا قَدِیْرٌ
وَ اِنْ کَانَ الْحَدِیْثُ بِہٖ ضَعِیْفًا

(سبل الھدی والرشاد، تفسیر الغریب، ج1 ص259)

اے لوگو تسلیم کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ اس پر قادر ہے اگرچہ اس معاملہ میں وارد ہونے والی حدیث ضعیف ہے۔

متفقہ فیصلہ:

ایمان والدین کریمین کو ثابت کرنے کے لیے بعض اہل علم نے اسے یوں کہا کہ یہ ایک امت کا متفقہ فیصلہ ہے کہ کسی نبی کو جو بھی خصوصیت ومعجزہ عطا کیا گیا ہے اسکی مثل ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ضرور حاصل ہوئی تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قبور سے زندہ کرنے کا معجزہ نصیب ہوا اب اسکی مثال آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بھی ہوگی اور وہ یہی مشہور والدین کریمین کا زندہ ہو کر ایمان لانا ہی ہے اگرچہ واقعات اور بھی وقوع پذیر ہوئے مثلاً گوشت کا بولنا، کھجور کے تنے کا فراقِ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں رونا لیکن والدین کریمین کا زندہ ہونا اس کے زیادہ مماثل ومشابہ ہے اور مسلمہ اصول ہے کہ حدیث ضعیف قاعدہ کے مطابق ہونے کی وجہ سے قوی ہوجاتی ہے۔

دین فترت پر ہونا:

محققین علماء نے حضور ﷺ کے والدین کے حوالے سے اس (احیاء والدین) سے بھی زیادہ قوی اور اصح راستہ اختیار کیا ہے۔ کہ ابوین کریمین اہل فترت میں سے ہیں جنہیں دین کی دعوت ہی نہیں پہنچی۔ کیونکہ یہ بالکل ثابت نہیں ہے کہ ان تک دعوت دین پہنچی اور انہوں نے اس کا انکار کیا۔ حالانکہ ہر بچہ فطرت دین پر ہی پیدا ہوتا ہے اور یہ بھی ذہن میں رہے کہ وہ دونوں (والدین مصطفٰی ﷺ) پختہ عمر سے پہلے ابتداء جوانی میں دنیا سے رحلت فرما گئے۔ انہوں نے اتنی عمر نہیں پائی کہ وہ علماء کی تعلیمات سے باخبر ہوتے یا وہ سفر کے ذریعہ اہل علم کی مجالس اور صحبتوں سے استفادہ کرتے۔

اہل فترت کا حکم:

اہل فترت کے بارے میں صحیح اور حسن درجہ کی احادیث موجود ہیں کہ بروز قیامت باری تعالیٰ کی بارگاہ میں ان کے امتحان تک ان کا معاملہ موقوف رہے گا، جس کے نصیب میں سعادت مندی ہوگی وہ اطاعت کر کے جنت میں داخل ہوگا اور جو بد بخت ہوگا وہ نافرمانی کر کے دوزخ میں چلا جائے گا۔ اس سے یہ اصول واضح ہوا کہ جن لوگوں کو دعوت دین نہیں پہنچی مطابق مذہب امام شافعی اور امام اشعری رحمۃ اللہ علیہما کے ان کی بخشش یقینی ہے۔

روایات کا جواب:

مخالف روایات جو مسلم وغیرہ میں ہیں ان کے جواب میں محققین نے یہ فرمایا وہ

روایات ان دلائل کی بناء پر منسوخ ہیں جن پر شکر منعم کا قاعدہ مبنی ہے اور اس پر انہوں نے قرآن مجید سے یہ آیات بطور استدلال ذکر کی ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔

وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا

(القرآن :الاسراء،15)

ہم عذاب کرنے والے نہیں جب تک رسول نہ بھیج لیں۔

دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا کہ دعوت دین پہنچنے سے پہلے کسی کو عذاب وثواب نہ ہوگا ارشاد ہوتا ہے۔

وَلَوْ اَنَّآ اَهْلَكْنٰهُمْ بِعَذَابٍ مِّنْ قَبْلِهٖ لَقَالُوْا رَبَّنَا لَوْلَآ اَرْسَلْتَ اِلَيْنَا رَسُوْلًا فَنَتَّبِعَ اٰيٰتِكَ مِنْ قَبْلِ اَنْ نَّذِلَّ وَنَخْزٰى

(القرآن:طہ،134)

اور اگر ہم انہیں کسی عذاب سے ہلاک کر دیتے رسول کے آنے سے پہلے تو ضرور کہتے اے ہمارے رب تو نے ہماری طرف کوئی رسول کیوں نہ بھیجا کہ ہم تیری آیتوں پر چلتے اس سے پہلے کہ ذلیل ورسوا ہوتے۔

سورۃ القصص میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

وَلَوْلَآ اَنْ تُصِيْبَهُمْ مُّصِيْبَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ فَيَقُوْلُوْا رَبَّنَا لَوْلَآ اَرْسَلْتَ اِلَيْنَا رَسُوْلًا فَنَتَّبِعَ اٰيٰتِكَ وَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ۔

(القرآن :القصص،47)

اور اگر یہ نہ ہوتا کہ کبھی پہنچتی انہیں کوئی مصیبت اسکے سبب جوان کے ہاتھوں نے آگے بھیجا تو کہتے اے ہمارے رب تو نے کیوں نہ بھیجا ہماری طرف کوئی رسول کہ ہم تیری آیتوں کی پیروی کرتے اور ایمان لاتے۔

دوسرے مقام پر ارشاد ہوا۔

وَمَا كَانَ رَبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرٰى حَتّٰى يَبْعَثَ فِيْٓ اُمِّهَا رَسُوْلًا يَّتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا وَمَا كُنَّا مُهْلِكِي الْقُرٰٓى اِلَّا وَاَهْلُهَا ظٰلِمُوْنَ

(القرآن :القصص،59)

اور تمہارا رب شہروں کو ہلاک نہیں کرتا جب تک ان کے اصل مرجع میں رسول نہ بھیجے جو ان پر ہماری آیتیں پڑھے اور ہم شہروں کو ہلاک نہیں کرتے مگر جب کہ ان کے رہنے والے ظالم ہو جائیں۔

اللہ تعالیٰ نے بے خبر لوگوں کو مکلف نہ ٹھہرانے کے بارے فرمایا

ذٰلِكَ اَنْ لَّمْ يَكُنْ رَّبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرٰى بِظُلْمٍ وَّاَهْلُهَا غٰفِلُوْنَ

(القرآن :انعام،131)

یہ اس لئے کہ تیرا رب بستیوں کو ظلم سے تباہ نہیں کرتا کہ ان کے لوگ بے خبر ہوں۔

اسی سورۃ میں سب سے سچے قول والے نے ارشاد فرمایا:

اَنْ تَقُوْلُوْٓا اِنَّمَآ اُنْزِلَ الْكِتٰبُ عَلٰى طَآئِفَتَيْنِ مِنْ قَبْلِنَا وَاِنْ كُنَّا عَنْ دِرَاسَتِهِمْ لَغٰفِلِيْنَ

(القرآن :انعام،156)

کبھی کہو کہ کتاب تو ہم سے پہلے دو گروہوں پر اتری تھی اور ہمیں انکے پڑھنے پڑھانے کی کچھ خبر نہ تھی۔

سورۃ شعراء میں جہان والوں کو باخبر کرتے ہوئے فرمایا:

وَمَآ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ اِلَّا لَهَا مُنْذِرُوْنَ ۝ ذِكْرٰى وَمَا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ

(القرآن :الشعراء،208،209)

اور ہم نے کوئی بستی ہلاک نہ کی مگر ڈر سنانے والے ہوں نصیحت کے لئے اور ہم ظلم نہیں کرتے۔

اللہ تعالیٰ نے کفار کے غرور کو ختم کر دیا کہ وہ دوزخ میں کوئی مددگار نہیں پائیں گے اس کے بارے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَهُمْ يَصْطَرِخُوْنَ فِيْهَا رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا غَيْرَ الَّذِيْ كُنَّا نَعْمَلُ اَوَلَمْ نُعَمِّرْكُمْ مَّا يَتَذَكَّرُ فِيْهِ مَنْ تَذَكَّرَ وَجَآءَكُمُ النَّذِيْرُ۔

(القرآن :فاطر،37)

وہ اس میں چلاتے ہوں گے، اے ہمارے رب، ہمیں نکال کہ ہم اچھا کام کریں اس کے خلاف جو پہلے کرتے تھے اور کیا ہم نے تمہیں وہ عمر نہ دی تھی جس میں سمجھ لیتا جسے سمجھنا ہوتا اور ڈر سنانے والے تمہارے پاس تشریف لائے تھے۔

الغرض مذکورہ قاعدہ ہماری فقہ واصول میں قطعی ومسلمہ ہے جو کسی نقل پیش کیے

جانے کا محتاج نہیں کہ اس پر کوئی نقل پیش کی جائے جس کی نظیر مشرکین کے بچوں کا عذاب میں مبتلا ہونے والی روایات کا منسوخ ہونا ہے اور اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد گرامی ناسخ ہے۔

وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی

(القرآن :الانعام،164)

اور کوئی بوجھ اٹھانے والی جان دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائے گی۔

اس استدلال پر وہ حدیث بھی دلالت کرتی ہے جسے امام حاکم نے صحیح قرار دیا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے والدین کے بارے میں عرض کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا۔

مَا سَأَلْتُهُمَا رَبِّیْ فَیُعْطِیْنِیْ فِیْهِمَا وَاِنِّیْ لَقَائِمٌ یَوْمَئِذٍ الْمَقَامَ الْمَحْمُوْدَ (المستدرک، ج2،ص397)

میں نے اپنے رب سے جو کچھ ان کے بارے میں مانگا اس نے مجھے عطا فرمایا تو میں مقام محمود پر کھڑا ہوں گا۔

جو واضح کر رہا ہے کہ اس مقام پر انہیں شفاعت نصیب ہوگی اور یہ امتحان کے موقع پر اطاعت کی صورت میں ہی ہوگی اس پر حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما والی روایات کو محمول کیا جائے گا جسے امام رازی نے فوائد میں ذکر کیا۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

اِذَا کَانَ یَوْمُ الْقِیَامَةِ شَفَّعْتُ لِاَبِیْ وَاُمِّیْ وَعَمِّیْ وَاَخٍ لِّیْ کَانَ فِی الْجَاهِلِیَّةِ

روز قیامت میں اپنے والد، والدہ، چچا اور جاہلیت کے بھائی کی شفاعت کروں گا

(الخصائص الکبری، باب ذکر المعجزات والخصائص فی خلقہ الشریف، ج 1، ص 147)

بھائی سے مراد حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کے صاحبزادے ہیں امام محب طبری نے چچا کے حوالے سے مذکورہ فرمان کی یہ تاویل کی ہے کہ ان کے عذاب میں تخفیف کی شفاعت ہے۔

ہاں یہ تاویل چچا کے حق میں ضروری ہے کیونکہ انہوں نے بعثت کا زمانہ پایا لیکن وہ اسلام نہ لائے۔

مسلک رازی رحمۃ اللہ علیہ:

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک اور مسلک اختیار کیا ہے جو نہایت ہی خوبصورت اور تعظیم وتکریم پر مشتمل ہے۔

کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین مشرک نہیں ہیں بلکہ وہ اہل ایمان اور دین ابراہیمی پر تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام اجداد حضرت آدم علیہ السلام تک توحید پر ہی رہے انہوں نے اس پر قرآن مجید سے استدلال کیا ہے جو تمام عابدین کی آنکھوں پر ٹھنڈک ہے۔

الَّذِیۡ یَرٰىکَ حِیۡنَ تَقُوۡمُ ۝ وَ تَقَلُّبَکَ فِی السّٰجِدِیۡنَ

(القرآن: الشعراء، 218،219)

جو تجھے دیکھتا ہے جب تم کھڑے ہوتے ہو اور تمہارا سجدہ کرنے والوں میں منتقل ہونا۔

دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا

اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ (القرآن : سورۃ التوبہ،28)

مشرک نرے ناپاک ہیں۔

یہ کفار کا حکم ہے لیکن نبی کریم ﷺ کا مبارک فرمان یہ ہے

لَمْ اَزَلْ اَنْقُلُ مِنْ اَصْلَابِ الطَّاهِرِيْنَ (دلائل النبوہ، لابی نعیم جلد ا صفحہ ۵۷)

میں پاک پشتوں سے پاک رحموں میں منتقل ہوتا رہا۔

تحقیق سیوطی رحمۃ اللہ علیہ:

میں نے خود حضور ﷺ کے اجداد کے بارے میں مطالعہ کیا میں نے انہیں حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر مرہ بن کعب بن لوی تک تمام کو صاحب تقوی اور اہل ایمان پایا۔ ہاں! ان میں آزر کو مستثنی کیا جائے گا بشرطیکہ وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد ہوں اگر وہ آپ کے چچا ہیں جیسا کہ امام رازی اور اسلاف کی پوری جماعت کا موقف ہے تو متقین کا حکم تمام آباء کو شامل ہوگا۔

(سبل الھدی، باب تفسیر الغریب، ج 1، ص 255)

شہادتِ آثار:

اور اس پر صحیح آثار گواہ ہیں کہ حضرت آدم اور حضرت نوح علیہما السلام کے درمیان کوئی شخص کافر نہیں اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد گرامی کا یہ معنیٰ ہے۔

كَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً (القرآن: البقرہ، 213)

لوگ ایک ہی امت تھے۔

تو ان میں حضرت نوح علیہ السلام کی دعا ان الفاظ میں ہے۔

رَبِّ اغْفِرْ لِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَیْتِیَ مُؤْمِناً (القرآن :نوح،28)

اے میرے رب مجھے بخش دے اور میرے ماں باپ کو اور اُسے جو ایمان کے ساتھ میرے گھر میں ہے۔

حضرت سام بن نوح علیہ السلام کے بارے میں ہے کہ وہ نبی تھے۔ آگے ان کے بیٹے اَرْفَخْشَذْ صدیق تھے انہوں نے اپنے دادا حضرت نوح علیہ السلام کو پایا اور انہوں نے ان کے لئے دعا بھی کی اور یہ بہترین ساتھی تھے۔

(سبل الھدی، باب فی بدء شانھا، ج3،ص281)

شرک کا آغاز:

طبقات ابن سعد میں ہے کہ علاقہ بابل میں عہد نوح علیہ السلام سے لوگ اسلام پر ہی تھے یہاں تک کہ نمرود بن کوش بن کنعان وہاں کا بادشاہ بنا تو اس نے انہیں بت پرستی کی دعوت دی۔ (سبل الھدی، باب تفسیر الغریب، ج1،ص257)

رہا معاملہ عربوں کا تو بخاری وغیرہ کی احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ عہد ابراہیمی سے لے کر عمرو بن عامر خزاعی کے زمانہ تک ان میں کوئی مشرک نہ تھا عمرو بن عامر خزاعی پہلا شخص تھا جس نے بت پرستی شروع کی اور دین ابراہیمی میں تبدیلی کی اس سبب سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے دوزخ میں اپنی آنتیں کھینچتے ہوئے دیکھا۔

اس بات کو متعدد علماء نے بیان کیا ہے اور مختلف محدثین نے نقل کیا ابن حبیب نے اپنی تاریخ میں ذکر کیا یہ زیادہ لائق ہے کہ اسے سیرت میں ذکر کیا جائے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے منقول ہے۔

كَانَ عَدْنَانُ وَمَعْدُ وَرَبِيْعَةُ وَ مُضَرُ وَخُزَيْمَةُ وَاَسَدُ عَلٰى مِلَّةِ اِبْرَاهِيْمَ فَلَا تَذْكُرُوْهُمْ اِلَّا بِخَيْرٍ۔

عدنان، معد، ربیعہ، مضر، خزیمہ اور اسد تمام ملت ابراہیم پر تھے ان کا تذکرہ اچھا ہی کیا کرو۔

الروض الانف میں ہے۔

لَا تَسُبُّوْا اِلْيَاسَ فَاِنَّهٗ كَانَ مُؤْمِناً

(الروض الانف، باب ذکر سرد النسب الذکی، ج 1، ص 32)

الیاس کو برا نہ کہو کیونکہ وہ اہل ایمان میں سے ہیں۔

امام ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ کی روایت دلائل النبوہ میں ہے کہ حضرت کعب بن لوی نے اپنی اولاد کو حضرت محمد ﷺ پر ایمان لانے کی وصیت کی۔

(نھایۃ الایجاز فی سیرۃ ساکن الحجاز، باب طھارۃ مولدہ وشرفہ، ج 1، ص 38)

اور ساتھ کہا۔

يَا لَيْتَنِيْ شَاهِدٌ نَجْوَاءَ دَعْوَتُهٗ
اِذَا قُرَيْشٌ تَبْغِي الْحَقَّ خُذْلَانَا

(خصائص الکبری، باب لطیفۃ اخری فی ان اخذ میثاق، ج 1، ص 49)

کاش میں اس وقت حاضر ہوتا آپ ﷺ دین کی دعوت دیتے اور قریش اُسے نیچے کرنے کی کوشش کرتے۔

چار ہستیوں کا معاملہ :

رہا کلاب ، قصی، عبد مناف اور ہاشم کا معاملہ ان کے بارے میں بندہ (مصنف) کسی نص سے آگاہ نہ ہوسکا باقی رہے عبدالمطلب تو ان میں اختلاف ہے مختار یہی ہے کہ وہ اہل فترت سے ہیں جنہیں دعوت نہیں پہنچی واقعہ اصحاب فیل میں ان کا قول اس کی تائید کرر ہا ہے۔

لَاهُمَّ اِنَّ الْمَرْءَ یَمْنَعُ رَحْلَهٗ فَامْنَعْ حِلَالَكَ

وَانْصُرْ عَلٰی اٰلِ الصَّلِیْبِ وَعَابِدِیْهِ الْیَوْمَ اٰلَكَ۔

(دلائل النبوۃ لابی نعیم، باب ذکر ما جری علی اصحاب الفیل، ج 1، ص 144)

اے اللہ! آدمی اپنے گھر کی حفاظت کرتا ہے تو بھی اپنے گھر کی حفاظت فرما اور اہل صلیب پر اپنے ماننے والوں کو غلبہ عطا فرما۔

حضرت مجاہد اور سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہما نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد کے اسلام پر ہونے کا اس آیت سے استدلال کیا ہے۔

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِیْمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا وَّاجْنُبْنِیْ وَبَنِیَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ ۔

(القرآن : ابراہیم،35)

یاد کرو جب ابراہیم نے کہا میرے رب بنا دے اس شہر کو امن والا اور مجھے اور میری اولاد کو بت پرستی سے بچا۔

ابن منذر نے تفسیر میں عالم کبیر ابن جریج سے صحت کے ساتھ اس فرمان باری تعالیٰ

رَبِّ اجْعَلْنِیْ مُقِیْمَ الصَّلٰوۃِ وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ۔

(القرآن :ابراہیم،40)

"اے میرے رب مجھے نماز قائم کرنے والا بنادے" کے تحت نقل کیا ہے۔

مسلسل ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے کچھ لوگ فترت پر رہے جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والے تھے

وَجَعَلَهَا كَلِمَةًۢ بَاقِيَةً فِيْ عَقِبِهٖ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ

(القرآن :الزخرف،28)

اور اس نے اپنی نسل میں کلام باقی رکھا تاکہ وہ باز آئیں۔

اَلْاِخْلَاصُ وَالتَّوحِيْدُ لَا يَزَالُ فِيْ ذُرِّيَتِهٖ مَنْ يُوَحِّدِ اللهَ وَيَعْبُدُهٗ

(جامع البیان 81:13)

اس سے اخلاص اور توحید مراد ہے ہمیشہ حضرت ابراہیم کی اولاد میں ایسے لوگ رہے جو اللہ کو واحد مانتے اور اس کی عبادت کیا کرتے۔

حافظ ابن ناصر الدین دمشقی نے کیا خوب کہا ہے۔

تَنَقُّلُ اَحْمَدُ نُوْرًا عَظِيْمًا
تَلَاْلَاْءَ فِيْ جِبَاهِ السَّاجِدِيْنَا

نور احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سجدہ کرنیوالوں کی پیشانیوں میں منتقل ہوتا رہا

تَقَلَّبُ مِنْهُمْ فَقَرْناً
اِلٰى اَنْ جَاءَ خَيْرُ الْمُرْسَلِيْنَا

(سبل الھدی والرشاد، باب تفسیر الغریب، ج1،ص258)

اور ہر بہتر سے بہتر خاندان میں ہوتا ہوا خیر المرسلین ﷺ کی صورت میں ظاہر ہوا۔

فیصلہ آپ پر:

ان دلائل منقولہ کا خلاصہ یہ نکلا ہے کہ یہ چمکتے ہوئے بدر و قمر ہیں نہ کہ ستاروں کی مثل، ان سے سینوں کو کشادگی نصیب ہوئی ہے۔ مسئلہ مذکور سورج کی طرح روشن ہو چکا ہے۔ جو بھی اس مسئلہ میں فکر و نظر کرتے ہوئے اس کے تمام گوشوں کا مطالعہ کریگا، اس پر پوشیدہ معاملہ واضح ہو جائے گا اور جن کے نزدیک یہ موقف قوی نہیں ہے ہمارا ان پر جبر نہیں۔

ہاں وہ آدمی ایسا ہو کہ دلائل کی بنیاد پر چلتا ہو تو ایسا آدمی جو قول بھی اختیار کرے اور جس ترجیح کو اپنائے درست ہے اور اپنے قول پر دلائل ذکر بھی کر سکتا ہے۔

لیکن جس کا مطالعہ بھی نہ ہو اور پھر وہ فحش کلامی اور گالی میں زبان دراز کرے تو "اِنَّا لِلّٰہِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِذِی الطَّوْلِ" پھر اس کا قول قابل قبول نہیں اگرچہ وہ یہ ارادہ رکھتا ہو کہ میں نے تحقیق میں ترجیح دی ہے اور میرا مقصد اصلاح کے سوا کچھ نہیں۔

مجھے کسی نے ایک شخص کے بارے میں بتایا جس نے ساری عمر جلد بازی میں گزار دی ہے کہ ان کے پاس میرے دلائل کا تذکرہ ہوا تو وہ چیخ پڑا اور نفرت کرتے ہوئے منہ پھیر لیا اور ان کے منہ سے پانی بہنا شروع ہو گیا زبان نکل آئی۔

چہرہ رات کی طرح سیاہ ہو گیا قریب تھا کہ وہ ستاروں کی طرف اڑتا وحشیوں کی طرح دوڑا، پھر اس کے منہ میں جو کچھ آیا اس نے کہا۔ جو فحش کلام و گفتگو اس نے کی ہم

اس سے اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آتے ہیں۔ اس نے یہ بھی تذکرہ کیا کہ والدین کے بارے میں قرآن عظیم میں نازل ہوا ہے۔

وَلَا تُسْئَلُ عَنْ اَصْحٰبِ الْجَحِيْمِ

(القرآن: البقرہ، 119)

"تم سے اصحاب دوزخ کے بارے میں نہیں پوچھا جائے گا۔"

میں نے ناقل سے کہا تم نے اس کے شیخ کے کلام سے اس کا منہ بند کرنا تھا جو نہایت ہی مضبوط اور مستحکم محدث (ابن حجر) ہیں اور اس کی بھڑکتی ہوئی آگ کو وہاں ہی ٹھنڈا کر دینا تھا۔

اگر بے وقوفی کے بغیر وہی نقل کر دیتا جو منقول ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں تھا۔ قصور تو ان لوگوں کا ہوتا ہے جو لوگوں پر ظلم کرتے ہیں یا تو بلندی پر اترانے کی بنا پر یا حد غلو کی طرف تجاوز کرتے ہوئے یا اپنے آپ کو بڑا سمجھتے ہوئے اور تکبر کرتے ہوئے یا دوسرے کو حقیر و ذلیل جانتے ہوئے یا مجھ جیسے آدمی پر حملہ آور ہونے کے لئے ایسا کیا جاتا ہے۔

قواعد مُسلّمہ

کیا اس کے نزدیک وہ قاعدہ شکر منعم پکا نہیں جس پر اس مسئلہ کی بنیاد ہے۔ کیا قاعدہ حسن و قبیح مضبوط نہیں جو اسے مستحکم بنا رہا ہے۔ کیا وہ نہیں جانتا کہ غافل مکلف نہیں ہوتا؟

کیا وہ فن اصول و قواعد و استدلال اور متعارض نقول کی ترجیح سے آگاہ نہیں۔

لَا تَحْسِبِ الْمَجْدَ تَمْرًا اَنْتَ اٰكِلُهُ
لَنْ تَبْلُغَ الْمَجْدَ حَتّٰى تَلْعَقَ الصَّبْرَا

بزرگی کو تو کھجور نہ سمجھ کہ جس کو تو کھانے سے بزرگ بن جائے گا بلکہ صبر کی وجہ سے انسان بزرگی کو پہنچتا ہے۔

بسرہ ہوا ماضی:

کیا اسے وہ پہلا معاملہ بھول گیا جب میں نے لکھا تھا کہ انبیاء علیہم السلام کی زیارت بیداری میں ممکن ہے اور اس پر ائمہ اور حفاظ کی تصریح ہے تو اس پر وہ غضبناک ہو کر مجھے برا بھلا کہتے ہوئے کہنے لگا یہ محال ہے۔ کثرت قیل وقال سے خوش ہونے لگا۔

جب اس مسئلہ میں مزید تحقیق ہوئی اور اسے اطلاع ملی کہ تجھ پر تو تکفیر لازم آرہی ہے۔

تو اس نے اپنے الفاظ بدلتے ہوئے کہا میں نے دعویٰ اجماع کا انکار کیا تو اس کا قول ثانی پہلے سے بھی بدتر ٹھہرا، کیونکہ ممکنات میں باری تعالیٰ کی قدرت کے بارے میں کسی کو اختلاف ہی نہیں ہے، تو جو جائز اور محال میں فرق نہیں کر سکتا اس کے لئے خاموشی ہی بہتر و مناسب ہوتی ہے۔

میں نے اسی واقعہ کے متعلق کہا تھا۔

رُؤْيَةُ الْاَنْبِيَاءِ بَعْدَ الْمَمَاتِ
اِذْ خُلُوْهَا فِيْ حَيِّزِ الْمُمْكِنَاتِ

حضرات انبیاء علیہم السلام کی زیارت وصال کے بعد ممکنات میں سے ہے

قُلْ لِمَنْ قَالَ اِنَّهُ مستَحِيْلُ
اُتْرُكِ الْخَوْضَ عَنْكَ فِيْ الْغَمَرَاتِ

جو محال کہتا ہے اسے کہیں تو ان گہرائیوں میں غوطہ نہ لگا

اَنْتَ لَا تَعْرِفُ الْمَحَالَ وَلَا الْمُمْكِنَ
لَا مَابِالْغَيْرِ اَوْ بِالذَّاتِ

کیونکہ تو محال بالغیر اور محال بالذات کے فرق کو نہیں جانتا کہ محال بالغیر اور محال بالذات کیا ہے؟

فَاحْتَرِزْ اِنْ تَزَلُ ذِلَّةُ كُفْرٍ
وَتَوَقَّ مَوَاقِعَ الزَّلَاتِ

کہیں کفر میں نہ گر جانا اور پھسلنے والے مقامات سے بچ کر چل۔

وجوہ طعن:

اس نے مجھے جو اپنے طعن کا نشانہ بنایا اور مجھے برا بھلا کہا اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ میں نے حضور ﷺ کے والدین کی نجات والے قول کو ترجیح دی ہے اور میرے سامنے نیک اسلاف کا طریقہ ہے کیا مجھ سے پہلے یہ بات ایسے علماء نے نہیں کہی کہ اگر انکا وزن پہاڑوں سے کیا جائے تو وہ پھر بھی بھاری ٹھہریں گے۔

ہاں اگر وہ عدم اطلاع کی بات کرے تو عذر مقبول ہے یا نسیان کا قول کرے تو کوئی بات نہیں انسان بھول سکتا ہے۔

وَمَا سُمِّیَ الْاِ نْسَا نَ اِلَّا لِنَسْیِهٖ
وَلَا الْقَلْبُ اِلَّا اَنَّهٗ یَتَقَلَّبُ

(المواہب اللدنیہ، باب فی کمال خلقتہ، ج2،ص68)

انسان کو انسان کہنے کی وجہ اس کا نسیان ہے اور قلب کی وجہ کہ وہ بدلتا ہے۔

نجات والدین مصطفیٰ ﷺ

کیا یہ بات ممکن نہیں جن کے وسیلہ سے اللہ تعالیٰ دونوں جہاں بخشے گا وہ آپ ﷺ کے وسیلہ سے والدین مصطفیٰ ﷺ کو نجات دے اور اگر یہ ممکن ہے تو میرے نزدیک وہ شدت کی بجائے نرمی کا راستہ بہتر ہے اور اگر وہ نجات ابوین مصطفے ﷺ کا قائل نہیں تو وہ ایسا بخیل ہے جس نے راہ سخاوت کو ترک کر دیا۔

شَحَّ السَّخَا وِیُ بِا لَاِ نْجَا ءِ یَذْ کُرُ هٗ
عَنْ وَا لِدَیْ سَیِّدِا لْاَ نْبِیَا ءِوَا لْاُ مَمِ

سخاوی نے نجات والدین سید الانبیاء کے ذکر سے بخل کیا

اِنْ عَزَّاَنْ یَّبْلُغَ الْبَحْرَ الْخَضَمَ رُوِیَ
یَا لَیْتَهٗ یَسْتَقِیْ مِنْ وَا بِلِ الدِّیْمِ

اگر وہ محسوس کرتا کہ وہ بحر عظیم پر ہے تو کاش اس دائمی برسات سے سیراب ہو جاتا۔

نجات والدین پر دلائل نہ دینے کی وجہ:

کیا مخالف یہ سمجھتا ہے کہ ترجیح پر میرے پاس دلائل نہیں میں نے جان بوجھ کر

دلائل ذکر کیے بغیر اس قول کوترجیح دی ہے۔ معاذ اللہ! میرے سامنے دلائل قاطعہ، ساطعہ، خالصہ، روشن، جامع مانع، پختہ، مضبوط، مستحکم اور پکے، نفیس واعلیٰ، جازم ولازم، مثبت، صحیح صریح، تامہ وشاملہ ہیں جو دوسرے کی شکست کا سبب بن سکتے ہیں جیسا کہ کہا گیا۔

اَتَمْسِیْ الْقَوَا فِیْ تَحْتَ غَیْرِ لِوَائِنَا
وَنَحْنُ عَلٰی قَوَا لِهَا اُمَرَاءُ

ہم غیر کے موقف کو مغلوب جانتے ہیں کیونکہ ہر حال میں ہمارا قول اعلیٰ ہے۔

یا مخالف مجھ پر اس لئے برس رہا ہے کہ میں نے دوسرے قول پر سکوت کیا ہے اور وہ ارادہ کرتا ہے کہ میں بھی اسے (والدین مصطفی دوزخی معاذ اللہ) زبانوں پر جاری کراؤں تو سبحان اللہ مجھے اس قول کے نقل کرنیکی کیا ضرورت ہے؟ کیا میں ان لوگوں میں سے نہ ہو جاؤں جو اچھا قول سنتے ہیں اور اس پر عمل کرتے ہیں، کیا مجھے یہ حق نہیں کہ اپنے اور اس کے درمیان دیوار بنادوں جس میں دروازہ ہو اس کے اندر رحمت اور باہر عذاب ہو۔

خاموشی کی وجہ:

علماء نے اس خاموشی کی طرف رہنمائی کرتے ہوئے اسے کمال ادب قرار دیا ہے۔

سائل ان لوگوں میں سے ہے جو آخرت کا اقرار کرتا ہے اور بے محل کلام کرتا ہے اور اس کی مجلس میں خواتین وعوام اور کم فہم بلکہ نئے نئے مسلمان ہونے والے لوگ بھی آتے ہیں، کم فہم اور طبائع بھی بہتر نہ ہونے کی حالت میں ہم بھی ان تک ہر بات پہنچانے

والے بن جائیں تو ہمیں ہرگز ایسا نہیں کرنا چاہئے۔ ہر بات موقع محل دیکھ کر کی جاتی ہے اور یہ ضروری نہیں ہوتا جس چیز کا بھی علم ہو اسے عیاں کر دیا جائے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے شعب الایمان میں بعض اسلاف سے نقل کیا۔

مَنْ كَانَ عَقْلُهُ اَصْغَرَ مِنْ عِلْمِهِ قَتَلَهُ عِلْمُهُ، وَمَنْ تَكَلَّمَ هَدَرَ دَمُهُ، وَ كَثُرَ ذَمُّهُ (شعب الایمان، ج4، ص167)

جس کی عقل اسکے علم سے چھوٹی ہے اس کا علم اسے قتل کر دے گا۔

اور جس نے کلام کیا اس کا خون مباح اور کثیر مذمت ہوئی پھر مجھے اس سے کیا غرض؟ مخالف یہ بتائے کہ مسئلہ (عدم ایمان ابوین) کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ کیا اس مسئلہ کا تعلق اصول دین سے ہے کہ جس سے خاموشی اختیار کرنے کی وجہ سے اصول دین کے ضائع ہونے کا خطرہ ہے۔ یا کوئی ایسی عبادت ہے کہ خاموشی کی وجہ سے اس میں خلل و فساد پیدا ہو جائے گا۔ یا عقد مالی ہے جس میں نقص آجائے گا یا مسئلہ نکاح ہے کہ اس میں حرام کو حلال بنایا جا رہا ہے یا قصاص کا معاملہ کہ وہاں خاموشی سے حق چھن جائے گا یا اس سے کسی کی ہتک عزت لازم آرہی ہے، بلکہ یہاں تو ادب مطلوب ہے اور بہت سے مقامات پر خاموشی واجب و مستحب ہوتی ہے۔

(الاقتصار فی التفقہ وتحریم اکل المال، ج8، ص509)

تَرْكُ الْاُمُوْرِ الَّتِيْ تَخْشٰى عَوَاقِبُهَا
فِي اللهِ اَحْسَنَ فِي الدُّنْيَا وَفِي الدِّيْنِ

اللہ کی خاطر ان امور کا ترک کر دینا جن کے انجام سے خوف ہو، دنیا دین میں اچھا طریقہ ہے

جواب استدلال:

رہا منکر کا آیت سے استدلال کہ

وَلَا تُسْئَلُ عَنْ اَصْحٰبِ الْجَحِيْمِ (القرآن :البقرہ،119)

''آپ سے جہنمیوں کے بارے میں سوال نہیں کیا جائے گا'' یہ آیت کریمہ ابوین کریمین کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

تو ہم اس سلسلے میں کہتے ہیں کہ علوم حدیث میں یہ ثابت ہے کہ سبب نزول کا حکم حدیث مرفوع والا ہوتا ہے۔

اس لئے اسباب نزول میں صحیح اور متصل حدیث ہی مقبول ہوگی نہ کہ ضعیف اور مقطوع۔

مذکورہ نزول کے بارے پوری دنیا میں کہیں بھی متصل اور صحیح سند ثابت نہیں اور اس بات کا منکر کو بھی اعتراف ہے کیونکہ جب اس سے بات کی گئی تو اس نے مذکورہ روایت کی سند کے متصل اور غیر صحیح ہونے کا انکار نہیں کیا اور اگر وہ حدیث ضعیف سے (والدین مصطفی کے لئے) عذاب کا قول ثابت کر رہا ہے تو ان احادیث کو جن میں والدین مصطفی کی نجات کا تذکرہ ہے بطریق اولیٰ مقبول ہونا چاہیے کیونکہ وہ اس سے افضل ہیں۔ جب وہ اس مقطوع روایت سے دوزخ ثابت کر رہا ہے تو اس متصل روایت سے بدرجہ اولیٰ جنت ثابت ہوگی

آیت کا مخاطب کون؟

اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی سامنے رکھا جائے کہ یہاں خطاب کس سے ہے؟ اس

آیت کا سیاق وسباق ملاحظہ کرلو۔

يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَاَوْفُوْا بِعَهْدِيْٓ اُوْفِ بِعَهْدِكُمْ وَاِيَّايَ فَارْهَبُوْنِ۔

(القرآن :البقرہ،40)

وہاں سے لے کر دوسرے مقام پر

يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَاَنِّيْ فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ۔

(القرآن :البقرہ،47)

اے یعقوب کی اولاد، یاد کرو میرا احسان جو میں نے تم پر کیا اور میرا عہد پورا کرو جو میں نے تم پر کیا اور میرا عہد پورا کرو میں تمہارا عہد پورا کروں گا اور خاص میرا ہی ڈر رکھو۔

اے اولاد یعقوب، یاد کرو میرا وہ احسان جو میں نے تم پر کیا اور یہ ہے کہ اس سارے زمانہ پر تمہیں بڑائی دی۔

تمام کا تمام خطاب اہل کتاب کو ہے یہی وجہ ہے کہ جب یہ طویل بات ختم کرنے کا مرحلہ آیا تو پھر بنی اسرائیل کا تذکرہ کیا تا کہ واضح ہو جائے کہ ابتداء وانتہا میں وہی بنی اسرائیل مراد ہیں، تو اصحاب جحیم سے مراد اہل کتاب کے وہ کفار ہیں جنہوں نے دین کی دعوت قبول نہ کی۔

جحیم کے حقدار:

ہمارے مؤقف کی تائید اس تحقیق سے بھی ہوتی ہے کہ یہ سورہ مدنی ہے اس میں بنی اسرائیل کی اولاد خصوصاً یہود اور تورات میں تحریف و کمی کرنے والوں سے خطاب ہے اس پر یہ قول دلالت کرتا ہے جسے امام فریابی، اور عبد ابن حمید رحمۃ اللہ علیہما نے امام التفسیر حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا۔

مِنْ اَرْبَعِیْنَ آیَۃٌ مِنْ سُوْرَۃِ الْبَقَرَۃِ اِلٰی عِشْرِیْنَ وَمِائَتَیْ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ۔

سورۃ البقرہ کی آیت نمبر چالیس سے لیکر ایک سو بیس تک بنی اسرائیل کے بارے میں نازل ہوئی ہیں۔

اس قول کے مطابق بنی اسرائیل پر نازل ہونے والی آیت کو ابوین کریمین پر محمول کرنا ناانصافی ہے۔

اس مفہوم پر آیت کے الفاظ و معانی بھی دلالت کرتے ہیں مثلاً "جحیم عظیم" آگ کو کہا جاتا ہے اس پر لغت اور آثار گواہ ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابو مالک رحمۃ اللہ علیہ (جو معروف تابعی ہیں) سے نقل کیا ہے کہ اصحاب الجحیم میں جحیم سے مراد بڑی آگ ہے۔

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمۃ اللہ علیہما نے ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ سے اللہ تعالیٰ کے ارشاد گرامی۔ لَھَا سَبْعَۃُ اَبْوَابٍ کی تشریح میں نقل کیا ہے سب سے پہلا **جھنم**، دوسرا **لظی** تیسرا **حطمه** چوتھا **سعیر**، پانچواں **سقر**، چھٹا **جحیم**، ساتواں **ھاویه**،

اور جحیم کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا۔

اَلْجَحِيْمُ فِيْهَا اَبُوْ جَهْلٍ الْحَوَّ ابُ جحیم میں ابوجہل ہوگا اور اس مقام پر وہی ہوگا جس کا کفر اور گناہ بھی بڑا اور علم و یقین کے بعد حق کا انکار کرنے والا ہو۔ جس نے کتاب اللہ میں تبدیلی کی ہوگی اور مذہب کو حق جاننے کے باوجود ماننے سے انکار کیا ہوگا اور رسول اللہ ﷺ کی رسالت کی تکذیب کی ہوگی، حالانکہ اسے اپنی کتاب میں آپ ﷺ کی تصدیق، اتباع اور اطاعت کا حکم دیا گیا۔

اہل فترت جحیم کے حقدار کیسے؟

لیکن ایسا اہل فترت کے لئے نہیں ہوسکتا کیونکہ ان کے پاس نہ علم آیا اور نہ کتاب، نہ انہوں نے کسی کا انکار کیا اور نہ انہوں نے کسی کتاب میں تبدیلی کی، یہ لوگ اس قبیل سے نہیں، خصوصاً وہ اشخاص و افراد جن میں نور مصطفی ﷺ منتقل ہوتا رہا۔

(سبل الھدی والرشاد، باب فی الکلام علی احادیث، ج2، ص125)

جحیم کے حقدار تو ابو طالب بھی نہیں :

صحیح روایت سے ثابت ہے کہ حضرت ابو طالب پر سب سے کم عذاب ہو رہا ہے۔ اسکی وجہ فقط یہ ہے کہ انہوں نے آپ ﷺ کی خدمت کی اور اپنی قرابت کا احساس کیا حالانکہ انہوں نے لمبی عمر پانے کے باوجود اطاعت کی طاقت رکھتے ہوئے سکوت اختیار کیا۔

فَمَا ظَنُّكَ بِاَبَوَيْهِ الَّذَيْنِ هُمَا اَشَدُّ قُرْبًا وَاَكَدُّ حُبًّا وَاَقْصَرُ عُمُرًا وَاَبْسَطُ عُذْرًا

آپ ﷺ کے والدین کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟ جن کے قرب سے بڑھ کر کسی کا قرب نہیں ان سے بڑھ کر آپ ﷺ کا محب کون ہو سکتا ہے؟ حالانکہ انہوں نے کم عمر پائی اور ان کا یہ عذر بھی نہایت ہی معقول ہے:

معاذاللہ وہ طبقہ جحیم میں کیسے ہو سکتے ہیں ؟ ان پر اسقدر عظیم عذاب کیوں؟ ذوق سلیم رکھنے والے کو یہ بات ہر گز سمجھ نہیں آسکتی۔

منکر کا رد:

منکر کا یہ کہنا کہ ان کے عذاب کے بارے میں متعدد احایث وارد ہیں تو میں ان تمام سے واقف ہوں۔ میں نے تمام کو جمع کر کے تحقیق کی ہے ان میں سے اکثر ضعیف و معلول ہیں اور جو صحیح ہیں وہ یا تو سابقہ دلائل کی وجہ سے منسوخ ہیں اور ان کے معارض ہیں تو پھر اس میں اصول کے مطابق ترجیح دینا ہوگی۔

آئمہ مالکیہ کا جواب:

بعض آئمہ مالکیہ نے یہ روشن جواب دیا ہے کہ عذاب والی روایات اخبار آحاد ہیں اور یہ دلائل قطعی (جن میں نجات کا ذکر ہے) کے معارض ومقابل نہیں ہو سکتیں۔

مجھے میری عمر کی قسم (نجات ابوین کا) منکر مشرکین کے بچوں کے بارے میں کیا کہتا ہے حالانکہ ان کے بارے میں واضح روایات موجود ہیں اگر وہ مقتضائے حدیث کے مطابق کہے تو اس نے بڑی اور سخت بات کہی ہے اگر وہ ائمہ کے مطابق کہتا ہے تو ان سے عذاب کو دور ماننے والا ہوگا اور اس وقت ان کے عذاب میں وارد احادیث سے اعراض کرنے والا ہوگا۔

کیونکہ وہ روایات محدثین کے مطابق منسوخ ہیں ان کے منسوخ کی وجہ یہ ہے کہ ان کے لیے مصطفی ﷺ کی شفاعت ہوگی

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا

سَأَلْتُ رَبِّي اللَّاهِينَ مِنْ ذُرِّيَّةِ الْبَشَرِ فَأَعْطَانِيهِمْ

میں نے اپنے رب سے اولاد آدم کے چھوٹے بچوں کے بارے میں سوال کیا تو اس نے مجھے عطا فرمایا۔ چھوٹے بچوں اور جنہیں دعوت دین نہیں پہنچی ان کے بارے میں آیات قرآنی موجود ہیں

وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ أُخْرٰى (القرآن :الانعام، 164)

اور کوئی بوجھ اٹھانے والی جان دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائے گی۔

وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا

ہم عذاب کرنے والے نہیں جب تک رسول نہ بھیج لیں۔

(القرآن: الاسراء، 15)

پہلی آیت بچوں کے بارے میں وارد احادیث کے لیے ناسخ ہے اور دوسری آیت جنہیں دعوت دین نہیں پہنچی ان کے عذاب میں وارد احادیث کے لیے ناسخ ہے۔

نظم قرآن کے اندر پوشیدہ رازوں کو دیکھو اور ترتیب قرآن کے متعلقات میں غور وفکر کرو۔

قُلْ لِلسَّخَاوِيْ اَنْ تَعْرُوْكَ مُشْكِلَةٌ

عِلْمِيْ كَبَحْرٍ مِّنَ الْاَمْوَاجِ مُلْتَطِمٍ

سخاوی سے کہہ دو اگر تجھے کوئی مشکل لاحق ہو جائے تو میرا علم سمندر کی موجوں کی طرح ہے۔

سوال و جواب: اگر کوئی یہ سوال کرے کہ اس دور میں دعوتِ عیسیٰ علیہ السلام موجود تھی تو ہم کہتے ہیں والدین کریمین تک اس دعوت کا پہنچنا ہرگز ثابت نہیں نہ ہی انہیں کسی نے اس دعوت کی خبر دی اور نہ یہ معاملہ ان پر کسی نے واضح کیا اگر کوئی یہ بات تسلیم نہیں کرتا تو پھر تمام دنیا میں اہل فترت کا وجود ہی نہ ہوگا کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے پہلے بھی تمام کائنات میں رسول آئے اور فترت کا زمانہ وہ ہوتا ہے کہ اس سے پہلے رسول تشریف لائیں۔ اور حضرت آدم علیہ السلام سے پہلے کوئی بشر ہی نہ تھا کہ ان سے احکام متعلق ہوں مثلاً کفر و اسلام یا حلال و حرام اگر ہم ہر بعثت کا اعتبار کریں خواہ اس کا پیغام لوگوں تک پہنچا ہو یا نہ پہنچا ہو تو پھر احادیث اہل فترت کا محال ہونا لازم آئے گا کیونکہ پھر ایسا وصف کسی قوم میں ہے ہی نہیں کہ ان پر یہ حکم (احادیث والا) لگایا جائے حالانکہ بلا شبہ الفاظ حدیث صراحۃً ان کے وجود پر دلالت کرتے ہیں اور واضح کر رہے ہیں کہ اہل فترت سے وہ لوگ مراد ہیں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شریعت مٹ جانے اور رسول کریم سراج منیر ﷺ کی تشریف آوری سے پہلے موجود تھے اس پر اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد شاہد ہے۔

يَاأَهْلَ الْكِتَابِ قَدْ جَاءَكُمْ رَسُوْلُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ عَلٰى فَتْرَةٍ مِنَ الرُّسُلِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا جَاءَنَا مِنْ بَشِيْرٍ وَلَا نَذِيْرٍ فَقَدْ جَاءَكُمْ بَشِيْرٌ وَنَذِيْرٌ

(القرآن: المائدۃ،19)

اے کتاب والو! بے شک تمہارے پاس ہمارے رسول تشریف لائے کہ تم پر ہمارے احکام ظاہر فرماتے ہیں بعد اسکے کہ رسولوں کا آنا مدتوں بند رہا تھا کہ تم کہو ہمارے پاس کوئی خوشخبری اورڈر سنانے والے تشریف نہیں لائے حالانکہ تمہارے پاس خوشخبری اورڈر سنانے والے تشریف لائے۔

مفسرین نے اعلانیہ کہا کہ دونبیوں کے درمیان کا زمانہ فترت کہلاتا ہے:

امام ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت کے تحت فرمایا۔

اَلْفَتْرَةُ اِنْقِطَاعُ الرُّسُلِ بَعْدَ مَجِيْئِهِمْ مِنْ فَتَرَالْاَمْرُ اِذَا هَدَا وَسَكَنَ۔

انبیاء کی تشریف آوری میں انقطاع آجانا فترت کہلاتا ہے یہ "فتر" سے مشتق ہے جسکا معنی "خاموش ہونا" "ساکن رہنا" ہے۔

جوہری نے صحاح میں عمدہ بات کہی

اَلْفَتْرَةُ مَا بَيْنَ الرَّسُوْلَيْنِ مِنْ رُّسُلِ اللّٰهِ سُبْحَانَهُ

اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے دو رسولوں کے درمیان فاصلہ فترت ہوتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا فترت کا زمانہ وہ ہوگا کہ جس میں پہلے رسول دعوت لے کر آئیں پھر ان کی دعوت کو بہت عرصہ گزر جائے اور ان کی شریعت مٹ جائے۔

امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے شرائط بخاری ومسلم پر صحیح حدیث نقل کی ہے۔

اِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ جَاءَ اَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ يَحْمِلُوْنَ اَوْثَانَهُمْ عَلٰى ظُهُوْرِهِمْ (مستدرک للحاکم، رقم، 8390)

پھر حدیث کا بقیہ حصہ یہ ہے کہ ان کا امتحان ہوگا جس کی زمانہ فترت پر دلالت

واضح ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی تصریح:

حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہ نے تصریح کی ہے زمانہ فترت بعثت سے دوسو سال کے بعد آتا ہے علاوہ ازیں ان کی ظاہری حیات میں ایسی قوم تھی جن تک دعوت نہ پہنچی وہ علاقہ چین میں تھی جب ہمارے نبی ﷺ کی بعثت کے دوسو سال بعد ایسے لوگ ہیں جنھس دعوت اسلام نہیں پہنچی جب کہ دین اسلام کا غلبہ رہا تو تمہارا کیا خیال ہے زمانہ جاہلیت کے ان لوگوں کے بارے میں جہاں تمام زمین پر کفر ہی کفر تھا۔ اور کفار کا غلبہ تھا جن کا دارومدار دعوت پہنچنے اور نہ پہنچنے پر ہے۔ جس کو دعوت نہیں پہنچی وہ نجات پانے والا ہے۔ وہ بعثت محمدی سے پہلے ہو یا بعد میں اور جس نے زمانہ فترت پایا اور اسے دعوت پہنچی لیکن اسنے انکار کیا تو وہ دوزخ میں جائے گا۔

محل اجماع کی آخری قسم:

اس میں کسی کا بھی جھگڑا نہیں اس طرف امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح صحیح مسلم میں اشارہ کیا تو جس کو اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ﷺ معذور سمجھے وہ معذور ہے اور جسے وہ ذلیل کرے اسے کوئی عزت دینے والا نہیں۔

امام اُبَی نے شرح مسلم میں زیر بحث مسئلہ پر بڑی تفصیلی اور پختہ گفتگو کی ہے کہ اہل فترت سے مراد وہ لوگ ہے جو رُسلان کرام علیہما السلام کے زمانے کے درمیان ہوتے ہیں۔ نہ تو پہلے رسول انکی طرف آئے اور نہ انہوں نے دوسرے رسول کو پایا۔

مثلاً اعراب جن کی طرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی رسول نہ تھے اور نہ انہوں نے رسول

کریم ﷺ کو پایا۔

اہلِ فترت کی اقسام :

پھر فرمایا کہ حضرت عقیل بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ اہل فترت تین طرح کے ہوتے ہیں۔

1۔ جنہوں نے اپنی بصیرت کی بنیاد پر توحید پائی خواہ وہ شریعت میں داخل نہ تھے۔ مثلاً زید بن عمرو بن نفیل اور وہ شریعت عیسوی میں داخل تھے۔

2۔ انہوں نے نہ تو شرک کیا اور وہ اہل توحید تھے۔ اور نہ وہ کسی نبی کی شریعت کے تابع تھے اور نہ انہوں نے اپنے لئے شریعت کا انتخاب کیا اور نہ انہوں نے اپنے لیے کسی دین کو ایجاد کیا تمام عمر غفلت میں بسر کی۔

زمانہ جاہلیت میں جن لوگوں کا حال یہ تھا وہ حقیقۃً اہل فترت ہیں۔

3۔ جنہوں نے شرک کیا اور توحید کا راستہ اختیار نہ کیا بلکہ اس میں تبدیلی کی کوشش کی اور اپنی ذات کے لئے نئی شریعت بنالی خود ہی حرام وحلال کی تعیین کرلی اور ایسے لوگ اکثر ہیں۔ آگے لکھا جن لوگوں نے کہا اہل فترت پر عذاب ہے ان کی مراد یہی لوگ ہیں، یا یہ جواب دیا گیا ہے کہ یہ اخبار آحاد ہیں جو کہ دلائل قطعی کا مقابلہ نہیں کرسکتیں، جیسا کہ تفصیل پیچھے گزر چکی ہے بعض متاخرین اہل علم نے فرمایا۔

اِنَّهُ يَجِبُ اِخْرَاجَ الْاَبَوَيْنِ الشَّرِيْفَيْنِ مِنْ هٰذَا الْقِسْمِ

حضور ﷺ کے والدین شریفین کو اس قسم سے خارج قرار دینا لازم وفرض ہے۔

دیگر دلائل سے تائید:

کچھ دیگر دلائل بھی ہیں جو اگرچہ صراحۃً نہیں مگر تائید کرتے ہیں مثلاً امام ابن جریر نے

وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى

(القرآن :الضحی ،5)

اور بے شک قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔

کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا۔

مِنْ رِضَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ اَنْ لَّا يَدْخُلَ اَحَدٌ مِّنْ اَهْلِ بَيْتِهِ النَّارَ۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا یہ بھی ہے کہ اہل بیت میں سے کوئی دوزخ میں داخل نہ ہو۔

اس فرمان کا عموم شاہد ہے۔

امام ابوسعید رحمۃ اللہ علیہ نے شرف النبوۃ میں حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا۔

سَاَلْتُ رَبِّيْ اَنْ لَّا يَدْخُلَ النَّارَ اَحَدًا مِّنْ اَهْلِ بَيْتِيْ فَاَعْطَانِيْ ذٰلِكَ

میں نے اپنے رب سے عرض کی کہ میری اہل بیت میں سے کسی کو بھی دوزخ میں داخل نہ کرنا اُس نے مجھے یہ عطا فرما دیا۔

اس کے الفاظ بھی عام ہیں اور اس کی توجیہ کی طرف ہم نے ابتداء مقالہ میں

حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہ کے تحت گفتگو کی ہے۔

اس لئے حافظ العصر ابو الفضل ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے اصول و آثار کی رعایت کرتے ہوئے نہایت جامع طور پر فرمایا۔

آپ ﷺ کے تمام آباء و اجداد کے بارے میں یہ حسن ظن رکھا جائے کہ بروز قیامت بوقت امتحان ان کو اطاعت نصیب ہو جائے گی۔ تا کہ اس سے جنت میں حضور ﷺ کی آنکھوں کو ٹھنڈک نصیب ہو جائے۔

اور اگر ہم موضوع روایات لانا چاہتے جیسا کہ کچھ لوگوں نے کیا تو ہم یہ حدیث ذکر کرتے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر وحی فرمائی ہے کہ میں نے ہر اس پشت و بطن پر آگ حرام کر دی ہے۔ جہاں آپ ﷺ ٹھہرے۔ لیکن ہم اسے دلیل نہیں بناتے اور نہ اس کی طرف توجہ کرتے ہیں کیونکہ دلائل قویہ کے ہوتے ہوئے موضوع روایات کی ضرورت ہی کیا ہے ؟

جیسے بدر کے طلوع ہوتے ہوئے ستاروں کی کیا ضرورت ہے یا جس طرح پانی کی موجودگی میں تیمم باطل ہو جاتا ہے۔ جو کچھ میں نے اس کے خلاف کہنے والے کے لئے لکھا ہے۔ اسے وہ حدیث اور دین کی بنیاد پر رد نہیں کر سکتا اور یہ درجہ حفظ سے دور نہیں، ہاں ہم نے زبان درازی کی کوشش نہیں کی۔ اچھے معانی کو تبدیل نہیں کیا، کیونکہ اچھے کلام اور حفظ زبان کے بارے میں حکم ہے۔

وَلَا تَسْتَوِى الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ۔ (القرآن: فصلت، 34)

برائی اور نیکی برابر نہیں۔

اللہ تعالیٰ اسے بھی اور ہمیں بھی باعمل علماء میں سے بنا دے ہمارے سینوں میں جو

کچھ ہے اسے خارج کردے اور جنت میں ہمیں جمع فرمادے۔

یہ ایک ادبی مقالہ تھا جس کے ذریعے میں نے حضور ﷺ کے مبارک نسب کی خدمت کی ہے

اس کا نام "المقامۃ السندسیۃ" رکھ رہا ہوں اور عرصہ ہوا اختلافی مسائل سے دور رہتا ہوں، مگر اس مسئلہ پر گفتگو کیے بغیر چارہ نہ تھا۔ میں اس عمل کے ذریعے امید کرتا ہوں کہ مجھے جنت نعیم نصیب ہوگی اور رسالت مآب ﷺ کی خوشنودی بھی حاصل ہوگی۔ آپ ﷺ پر بے حدو حساب صلوۃ وسلام ہوں، میں یہ مقالہ (نجات والدین مصطفیٰ ﷺ) ہر صحیح ذہین اور طبع سلیم رکھنے والے کو تحفہ دیتا ہوں، ہر علم والے پر علم والا ہوتا ہے۔

فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِیَ اللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَیْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ ۔

(القرآن :التوبہ،129)

خاتمہ

ہم اس رسالہ کے اختتام پر اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اس کے ذریعے نفع عطا فرمائے اور اپنی پسند و رضا کی توفیق عطا فرمائے۔

وَصَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ ۔ وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

ماخذومراجع

1	قرآن مجید		
2	صحیح بخاری	امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ	256ھ
3	سنن الترمذی	امام ابوعیسی محمد بن عیسی رحمۃ اللہ علیہ	279ھ
4	مسند احمد بن حنبل	امام احمد بن محمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ	241ھ
5	مصنف ابن ابی شیبہ	امام ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ	235ھ
6	مستدرک للحاکم	امام ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ	405ھ
7	المعجم الکبیر	امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد رحمۃ اللہ علیہ	360ھ
8	شعب الایمان	ابوبکر احمد بن حسین بیہقی رحمۃ اللہ علیہ	458ھ
9	المواہب اللدنیہ	امام ابوالعباس احمد بن محمد ابوبکر رحمۃ اللہ علیہ	923ھ
10	السیرۃ الحلبیہ	امام علی بن برہان الدین حلبی رحمۃ اللہ علیہ	1404ھ
11	سبل الھدی والرشاد	امام محمد بن یوسف الصالحی رحمۃ اللہ علیہ	942ھ
12	دلائل النبوۃ للبیہقی	ابوبکر احمد بن حسین بیہقی رحمۃ اللہ علیہ	458ھ
13	الشفاء بتعریف المصطفیٰ	قاضی ابوالفضل عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ	544ھ
15	الروض الانف	ابوالقاسم عبدالرحمان بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ	581ھ
16	نھایۃ الاعجاز	رفاعہ رافع بن بدوی رحمۃ اللہ علیہ	1290ھ

دل ونظر کی متانت، وفورِ غم کا سکوت، قلم کی شوخئ گفتار لے کے آیا ہوں
نیا چمن نئی شاخیں، نئے گلاب وسمن، نئی بہار کے اقدار لے کے آیا ہوں

انسان کیلئے کوئی یادگار تحفہ کتاب سے زیادہ دیرپا نہیں ہوسکتا۔ اسی لئے ساتویں سالانہ

عظمت والدین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کانفرنس

کے عظیم موقع پر احباب محبت کیلئے تحفہ حاضر خدمت ہے۔

پھولوں کا طبق تیرے کس کام آئے گا　　میرے گلستان کا اک ورق لے جا
پھول یہی پانچ چھ روز رہے گا　　اور یہ گلستان ہمیشہ تازہ رہے گا

کیونکہ اس کے علاوہ اشیاء ایک میعاد پر ختم اور فنا ہو جاتی ہیں اور جب تک باقی رہیں تو عموماً ایک ہی جگہ جامد رہتی ہیں لیکن کتاب ہر جگہ پہنچ سکتی ہے اور اس کے فیض سے ہر خاص و عام بہرہ ور ہو سکتے ہیں۔ اللہ کے نام پر میں نے عظمت والدین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر مشتمل اس کاغذ کی کشتی کو اشاعتی دریا کی طوفانی موجوں میں بظاہر کسی پتوار اور بادبان کے بغیر ڈال دیا ہے جہاں اسلاف واخلاف کے عظیم الشان کارنامہ ہائے محبت کے پرشکوہ سفینے موجوں کا سینہ چیرتے ہوئے رواں دواں ہیں۔

اللہ کریم اس کاوش کو متلاشیان حق کیلئے نافع عام بناتے ہوئے قبول فرمائے۔

جو سختئ منزل کو سامان سفر سمجھے　　اے وائے تن آسانی! ناپید ہے وہ راہی

شوقِ مدینہ پرنٹنگ پریس ریلوے روڈ بیرمحل 0306-6374294

ناشر جامعۃ النعیمیہ قمر الاسلام بیرمحل